***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Agriculture in the Islamic Economic System: Prophetic Guidance and Developmental Measures

اسلامی نظامِ معیشت میں زراعت کا مقام اور سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں زرعی ترقی کے اقدامات: ایک تحقیقی مطالعہ

Mazhar Hussain
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila
mazharkhayyal@gmail.com
Dr. Manzhoor Ahmed Al-Azhari
Assoc. Prof. Department of Islamic Studies HITEC University
maalazhari1@gmail.com

Abstract

This research article offers a rigorous and comprehensive examination of the significance, status, and multidimensional role of agriculture within the Islamic economic system. Drawing upon the Qur'an, the Sunnah of the Prophet Muhammad (ﷺ), classical juristic sources, and the practical experiences of Islamic history, the study seeks to establish that agriculture in Islam is not merely a productive or economic activity. Rather, it constitutes a fundamental pillar of social justice, human sustenance, moral responsibility, and state self-sufficiency. The article further elucidates that, within Islamic thought, the interdependent relationship between land, water, and human labor transcends material considerations and embodies profound religious, ethical, and spiritual dimensions. The study demonstrates that Qur'anic references to land, sustenance, and agricultural production are embedded within a divinely ordained system, thereby directly linking human livelihood to divine providence. The Prophetic Sunnah provides robust practical endorsement of agricultural activity through emphases on tree plantation, the exceptional virtue of reviving barren land (ihyā' al-mawāt), the promise of ownership and reward, and the recognition of agricultural labor as an act of worship. These principles collectively form the conceptual foundation of Islamic agricultural thought. Furthermore, the article presents a critical and contextual analysis of the narration attributed to Abū Umāmah al-Bāhilī, which has sometimes been interpreted as disparaging agricultural engagement. It clarifies that this narration addresses a specific mindset in which excessive preoccupation with material pursuits leads to neglect of religious obligations, collective responsibilities, and jihad; agriculture itself, however, remains intrinsically virtuous and commendable. The article further underscores that the defining characteristic of the Islamic economic system lies in its principle of moderation and balance, wherein agriculture, trade, and defense obligations are organically interconnected. Historical case studies from al-Andalus and the Ottoman Caliphate clearly illustrate that when agricultural prosperity becomes detached from ethical values and religious consciousness, material affluence may itself serve as a precursor to decline. Conversely, when agricultural practices are governed by the objectives of Sharīʿah and the principles of social justice, the sector emerges as a powerful foundation for economic stability and societal well-being. Moreover, the study conceptualizes the Islamic agricultural framework based on zakāt and ʿushr as an effective welfare-oriented model that curtails wealth concentration and contributes to poverty alleviation. Islamic injunctions advocating moderation and prohibiting the waste of natural resources further demonstrate that Islamic agricultural thought is inherently compatible with contemporary principles of sustainable agriculture. In conclusion, the article argues that in the contemporary era—particularly in agrarian states such as Pakistan—agricultural policies grounded in Prophetic principles provide a comprehensive and viable framework for achieving food self-reliance, environmental sustainability, and economic sovereignty. Thus, the Islamic agricultural system is not merely a historical or traditional construct but a coherent and practical response to both present and emerging economic challenges -

Keywords: *Islamic Economic System, Agriculture in Islam, Sunnah of the Prophet ﷺ, Agricultural Development, Food Security and Ushr*

تعارفِ موضوع

زراعت روزِ ازل سے انسانی معیشت اور معاشرت کی اساس رہی ہے۔ زرعی عمل خوراک اور روزگار کا فوری اور بروقت ذریعہ، اور سماجی استحکام کی بنیاد ہے۔ تاہم، جدید اقتصادی نظریات میں اسے عموماً ایک مادی، تکنیکی اور محض ایک نفع بخش شعبے کے طور پر دیکھا گیا ہے، جو سماجی اور اخلاقی ذمہ داریوں سے مبرا نظر آتا ہے۔ اس مادی نقطہ نظر نے طبقاتی تفاوت، غذائی عدم تحفظ، اور ماحولیاتی بگاڑ جیسے گھمبیر مسائل کو جنم دیا ہے۔ فکرِ اسلامی میں زراعت کی اہمیت اس سے کہیں زیادہ متنوع اور جامع ہے۔ قرآن و حدیث میں رزق، زمین، پانی، اور مشقت کے درمیان اصولی تعلق بیان کیا گیا ہے اور زرعی سرگرمی کو ایک سماجی، اخلاقی اور روحانی فریضے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ امانت، خلافت، اعتدال اور عوامی فلاح کے اصول کاشتکاری کو سماجی اور اخلاقی دائرے سے جوڑتے ہیں۔ روایتی فقہ میں ملکیتِ ارضی، آبپاشی اور اناج کی تقسیم کے اصول اس نظام کو عملی اساس فراہم کرتے ہیں۔ یہ تحقیق کاشتکاری کو اسلامی اقتصادی نظام کے ایک بنیادی ستون کے طور پر پیش کرتی ہے، اس تحریر میں عہد نبوتؐ کے زرعی اقدامات کی اساسی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے نیز اس مقالے میں عملِ زراعت کی تقدیس اور اسکے مقام کو واضح کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں عہدِ حاضر میں، خاص طور پر پاکستان جیسے پسماندہ زرعی ممالک کے لیے، اسلامی زرعی اصول، ماحولیاتی پائیداری، غذائی خود کفالت اور متوازن زرعی ترقی کے لیے ایک مؤثر اور عملی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں

اسلامی نظامِ معیشت میں زراعت کا مقام

اسلامی نظام معیشت میں زراعت کی اہمیت دوچند ہے، زراعت، صنعت اور تجارت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دنیا میں تشریف لانے والا پہلا انسان حضرت آدمؑ بھی زراعت کرتے تھے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

((أُحَدِّثُكَ عَنْ آدَمَ أَنَّهُ كَانَ حَرَّاثًا)) [1] میں تمہیں حضرت آدمؑ کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہ کھیتی باڑی فرماتے تھے۔

حضرت ابراھیمؑ بھی شعبہ زراعت کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے نبی اکرمؐ نے فرمایا((وَأُحَدِّثُكَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا زَرَّاعًا)) [2] اور میں تم کو ابراہیمؑ کی بابت بتاتا ہوں کہ وہ زمینداری کرتے تھے۔ اسی طرح آقا کریمؐ نے خود بھی کھیتی باڑی کو شرف بخشا امام سرخسیؒ روایت لاتے ہیں کہ"

"واز درع رسول الله بالجرف "[3] "اور رسولؐ خدا نے بذات خود جرف کے مقام پر کاشت کاری کی"

---

[1] حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (145) **المستدرك على الصحيحين** (بیروت لبنان، دار الکتب العلمیۃ 1990ء) ج، 2 ص 652، ح 4165

[2] ایضاً

[3] سرخسی، شمس الدین (امام) (م 483ھ) **کتاب المبسوط** (بیروت لبنان، دار المعرفہ 1987ء) - ج: 2، ص 23

قرآن پاک میں زرعی پیداوار کو حیات انسانی پہ عظیم احسان کہہ کر جتایا گیا ہے 'أفر أيتمُ مَا تَحْرُثونَ- أَن تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ لو نشاء تحملناهُ حَطَامًا فَظَلْتُمْ تَـفَـكـهـو نَ إِنَّا لَمَغْرُمُونَ بَلْ نَحْنُ محرُومُونَ " (4)

ترجمہ "بھلا یہ بتاؤ جو بیج) تم کاشت کرتے ہو تو کیا اس (کھیتی کو) تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں پھر تم تعجب اور ندامت ہی کرتے رہ جاؤ۔ (اور کہنے لگو) ہم پر تاوان پڑ گیا، بلکہ ہم محروم رہ گئے"۔ اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 99 میں تو زراعت کو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا گیا ہے "وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ، فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ، وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ، إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ 5

ترجمہ:- "اور وہی ہے جس نے آسمان کی طرف سے پانی اتارا پھر ہم نے اس بارش سے ہر قسم کے نباتات نکالے پھر ہم نے اس سے سرسبز (کھیتی) نکالی جس سے ہم اوپر تلے پیوستہ دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغات اور زیتون اور انار (بھی پیدا کیے جو کئی حوالوں سے) آپس میں ایک جیسے لگتے ہیں اور (پھل، ذائقے اور تاثیرات جداگانہ ہیں تم درخت کے پھل کی جانب دیکھو جب وہ ثمر لائے اور اسے پکنے کو (بھی دیکھو) بے شک ان میں صاحبانِ ایمان کے لیے نشانیاں ہیں۔

الغرض اسلامی نظامِ معیشت میں زراعت کو بنیادی عامل مانا گیا ہے اور اس کی اہمیت ہر لحاظ سے دوچند ہے کیونکہ اس میں براہ راست قدرتِ خداوندی بھی شامل ہے اور انسان کو سخت محنت اور جانفشانی سے زمین میں محنت کرنے کا حکم دیا گیا ہے حضورؐ نے فرمایا۔ (اِطْلُبُوا الرِّزْقَ مِنْ خَبَايَا الْأَرْضِ)) (6) رزق کو زمین کی گہرائیوں میں تلاش کرو۔ امام سرخسیؒ اسکی شرح میں رقم طراز ہیں " يَعْنِي عَمَلَ الزِّرَاعَة " (7) اس ارشاد نبویؐ سے مراد زراعت اور کاشت کاری ہے اس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) (8)

حضرت محمدؐ نے فرمایا "جو مسلمان درخت لگاتا ہے یا کاشت کاری کرتا ہے اور اس میں سے حیوان یا انسان یا چوپائے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں تو یہ عمل اس (مومن) کے حق میں صدقہ بن جاتا ہے کس قدر زراعت کو اہمیت اور مقام حاصل ہے کہ بغیر ارادے سے بھی اگر اس کی فصل میں سے کیڑے، حشرات، حیوان اور پرندے کھا پی لیں تو یہ غیر ارادی عمل بھی کسان کی طرف سے صدقہ ٹھہرتا ہے۔ اس میں زراعت کا مقام بھی ہے اور ساتھ ترغیب بھی دی گئی ہے کہا اگر انسان کھیتی باڑی کرے تو اس کا ہر جائز اور حلال عمل صدقہ بھی

---

[4] الواقعہ،56: 63-67

[5] الانعام،99:6

[6] ابویعلی: احمد بن علی بن مثنی ابن یحییٰ (م307ھ) المسند -(دمشق شام دار المامون التراث 1984ء) ج7، ص347، رقم 4384

[7] السرخسی، شمس الآئمہ محمد بن احمد بن سہل السرخسیؒ (م483ھ) المبسوط. مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان) ج11 ص108

[8] بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (م256ھ) الصحیح ، کتاب المزارعۃ، باب فضل الزرعۃ والغرس اذا أکل منہ. (بیروت، دمشق دار القلم 1981ء) ج،2 ص817، ح2195

ہے اور وہ دانے جو اسکی دسترس میں آئے بغیر ضائع ہو کر کسی چرند پرند کے منہ میں چلے گئے وہ بھی اس کے لیے باعث اجر و ثواب بن جاتا ہے۔ سبحان اللہ! ایک زمیندار کے لیے بارگاہِ ایزدی سے کیا اکرام کیا گیا ہے۔ ہمارے لیے تو اتنا بھی کافی ہے کہ نبی کریمؐ نے خود اپنے دستِ مبارک سے کاشت کاری کو شرف بخشا ہے۔

آلاتِ زراعت کے بارے میں ایک شبہ کا ازالہ۔

اس ضمن میں ایک حدیث جس سے معاشرے میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے اس کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ حضورؐ ایک مہم سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک جگہ آپؐ نے کھیتی باڑی کے آلات اور ہل وغیرہ دیکھ کر ان الفاظ میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا—

(عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: رَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الذُّلَّ) [9]."حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے ایک مقام پر ہل اور کھیتی باڑی کے دیگر آلات ملاحظہ کیے تو فرمایا: میں نے آقا کریمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں یہ آلات داخل ہو جاتے ہیں اس گھر میں اللہ تعالیٰ ذلت و مسکنت کو داخل فرما دیتا ہے" بظاہر اس حدیث کے متن سے زراعت کی حوصلہ شکنی ثابت ہوتی ہے اور حقارت اور عدمِ جواز کے جذبات جنم لیتے ہیں، پہلے بھی ہاکستانی معاشرے میں سخت کوشی اور جانفشانی کی کمی ہے، اس سہل طلب قوم کو اگر درست راہنمائی مہیانہ کی گئی تو یہ اس سے مزید آسان طلبی کی طرف آئیں گے اور موسمی حدت میں کسے پڑی ہو گی کہ وہ زراعت کی جانب راغب ہو جب کہ اسے بظاہر متن حدیث میں منع بھی کیا گیا ہو۔ اس حوالے سے اس حدیث پہ شرح وبسط کے ساتھ بحث کی حاجت ہے اور دیگر احادیث اور مقامِ جرف پہ کی گئی نبی پاکؐ کی سنتِ زراعت کے درمیان تطبیق کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے ہم زبانِ رسالتمآبؐ سے زراعت کے فروغ والی احادیث بیان کریں گے پھر تطبیق کی طرف جائیں گے۔

حدیث پاک ہے:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَٰلِكَ الْغَرْسِ-)) [10] "

جس شخص نے کوئی درخت لگایا تو رب تعالیٰ اس درخت سے حاصل ہونے والے ثمر کی مقدار کے برابر اسکے لیے ثواب لکھ دیتا ہے۔

زراعت کی اہمیت اس قدر ہے۔

((إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَقُومَ حَتَّىٰ يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا-)) ([11])"

اگر قیامت قائم ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو اور وہ اسے لگا سکتا ہو تو وہ اسے ضرور لگائے"

اس حدیث کو امام بخاری ادب المفرد میں بھی لائے میں یعنی نبی کریمؐ قیامت کے زلزلے میں بھی عملِ شجر کاری کو تھپکی دے رہے ہیں حالانکہ ایسے حالات میں جب سب کچھ ختم ہو رہا ہو تب انسان یہ سوچتا ہے کہ اب درخت لگانے کا کیا فائدہ؟ جب ایسی صورتحال میں بھی

---

[9] بخاری، **الصحیح**، کتاب المزارعۃ، باب ملایحذر من عواقب الاشتغال بآلۃ الزرع او مجاوزۃ الحد الذي امر بہ. ج2، ص817، ح2196

[10] بخاری، صحیح بخاری ، کتاب المزارع، بابفضل الغرس والزراعۃ، ج3، ص135، ح2320

[11] احمد بن حنبل، ابو عبداللہ بن محمد (م 241ھ) **مسند احمد بن حنبل** حدیثِ انس0 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط، 1421ھ) ج21، ص269 ح12981

حضورؐ ترغیب دے رہے ہیں وہ کیسے عمل زراعت اور آلات زراعت سے پہلو تہی کریں گے اور انہیں نحوست وذلت کا سبب گردانیں گے۔ ذیل میں آلاتِ زراعت کے بارے میں حضرت باہلیؓ والی حدیث کی توجیہات پیش کی جاتی ہیں۔

دراصل حضرت باہلیؓ والی روایت ایک خاص طرزِ فکر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب لوگ زراعت جو انسانی حیات کا وسیلہ ہے اسی کو مقصدِ حیات بنالیں گے اور اس میں اسقدر منہمک ہو جائیں گے کہ اصل مقصدِ حیات غلبہ اسلام (لیظہرہ علی الدین کلہ) سے غافل ہو جائیں گے تو یہی نیک عمل جسے زلزلہِ قیامت میں بھی جاری رکھنے کی ترغیب دے گئی ہے خود موجب فتنہ بن جائے گا جیسے مال اور اولاد بھی بسا اوقات فتنہ بن جاتے ہیں جب انسان ان میں مشغول ہو کر اصل مقصد سے ہٹ جاتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کہتا ہے۔

((رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ-)) [12] "ایسے مرد ہیں جنہیں نہ (تو) تجارت اور نہ ہی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل کرتی ہے"۔ اسی طرح کفر کے مقابلے میں قرآنی حکم جہاد ہر وقت پیش نظر رہے۔

(وَأَعِدُّوا لَهُم مَا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ-) [13] اور ان (کفار) کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت تیار رکھو۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جب انسانی معاشی واقتصادی سرگرمیاں دینی اور دفاعی تیاری کے رستے میں رکاوٹ بن جائیں تو پھر یہ قرآنی حکم معطل ہو جاتا ہے یعنی تلاشِ رزقِ حلال اور تجارت بھی جب یادِ الٰہی میں رکاوٹ بن جائے تو اسے روک دیا جاتا ہے جیسے نماز کے لیے حی علی الفلاح کا حکم اذان آجائے تو حلال تجارت بھی روک دی جاتی ہے۔ امام محمدؒ اور انہی کی متابعت میں امام سرخسیؒ اور شاہ ولی اللہؒ اس حدیث کا مفہوم ہے بیان کرتے ہیں۔

" ظَنُّوا أَنَّ الْمُرَادَ بِالْتِزَامِ الْخَرَاجِ وَلَيْسَ كَذَٰلِكَ، بَلِ الْمُرَادُ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ إِذَا اشْتَغَلُوا بِالزِّرَاعَةِ، وَاتَّبَعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَقَعَدُوا عَنِ الْجِهَادِ، كَرَّ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ، فَجَعَلُوهُمْ أَذِلَّةً الخ "[14]

" بندوں نے حدیث سے یہ غلط مفہوم اخذ کر لیا ہے چونکہ بیشتر (غیر مسلموں) کی زمینوں پر خراج لازم ہوتا ہے تو شاید اس وجہ سے زراعت باعثِ ذلت ہے، حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ حدیث کی حقیقی مراد یہ ہے کہ مسلمان اگر زراعت کو زندگی کا مشکل مشغلہ بنالیں اور بیلوں کی دُم کے پیچھے پیچھے پھرتے رہیں اور جہاد جیسے اہم فریضہ سے غافل ہو جائیں تو ان کے دشمن ان پر حملہ آور ہو جائیں گے اور انھیں رسوا کر کے چھوڑیں گے"

اس کی تائید اس حدیث نبویؐ سے بھی ہوتی ہے:

((إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّىٰ تَرْجِعُوا إِلَىٰ دِينِكُمْ-)) [15] جب تم بیع عینہ کرو گے، بیلوں کی دموں کو تھام لو گے، کھیتی پر راضی ہو جاؤ گے تو رب کائنات تم پر ذلت مسلط کر دے گا

---

[12] النور:24 : 37

[13] الانفال،8 : 60

[14] السرخسی، المبسوط ج14، ص3

[15] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق سجستانی (275ھ) السنن، (مکتبۃ العلمیۃ، لاہور پاکستان) کتاب البیوع باب النھي عن بیع العینۃ رقم 3462

جو اس وقت تک نہ دور ہو گی جب تک تم اپنے دین کی جانب نہ لوٹو اس حوالے سے فلیوسف اسلام شاہ ولی اللہؒ کے انقلاب آفریں الفاظ یہ ہیں"

"اِعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُعِثَ بِالْخِلَافَةِ الْعَامَّةِ، وَغَلَبَةِ دِينِهِ عَلَىٰ سَائِرِ الْأَدْيَانِ، لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بِالْجِهَادِ وَإِعْدَادِ آلَاتِهِ، فَإِذَا تَرَكُوا الْجِهَادَ وَاتَّبَعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ، أَحَاطَ بِهِمُ الذُّلُّ، وَغَلَبَ عَلَيْهِمْ أَهْلُ سَائِرِ الْأَدْيَانِ، إِلَىٰ آخِرِهِ" (16) یہ واضح رہے کہ آقا کریمؐ ایک عالمگیر انقلاب اور خلافت عامہ کے لیے مبعوث ہوئے ہیں اور تمام مسخ شدہ دینوں پر ان کے انقلابی دینے کا غلبہ جہاد اور رسائل جہاد میں انہماک کے بنا تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا پس اگر مسلمان جہاد چھوڑ کر بیلوں اور گایوں کی دم کے پیچھے پیچھے پھرنے لگیں تو ان کو چہار جانب سے ذلت ورسوائی گھیر لے گی اور تمام اہل ملل انہیں مغلوب بنالیں گے "

میرا ذاتی مشاہدہ بھی یہی ہے کہ جہاد تو دور کی بات ان زرعی آلات میں حد درجہ انہماک بندے کو صوم وصلواۃ تک سے دور کر دیتا ہے۔ میرے والد بزرگوارؒ زراعت سے ایک حد تک وابستہ تھے جس سے ان کی دینداری اور دنیاداری میں ایک حسین توازن برقرار رہتا تھا جبکہ اسکے برعکس میرے چچا جان زمینداری اور بیلوں، گایوں میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ مسجد کے پاس گھر ہونے کے باوجود کبھی باجماعت نماز تک میسر آ سکی۔ ایک مسلمان کی زندگی کا حقیقی مقصد دینِ اسلام کی سرفرازی ہے اور جو چیز چاہے زراعت ہو یا تجارت اس دینی تفکر سے دور کرے وہ موجبِ فتنہ ہو گی۔

اسی طرح محدث داؤدی اس مفہوم کو خاص رکھنا چاہتے ہیں ان کی اصل عبارت یہ ہے:" هذا لمن يقرب من العدو فانه اذا اشتغل بالحدث لا يشتغل بالفروسية ويتاسد عليه العدو واما غيرهم فالحدث محمود لهم وقال عز وجل واعد والهم ما استطعم الآية وهو لا تقوم الا بالزراعة ومن هو بالثغور او المفارقة للعدو لا يشتغل بالحدث فعلى المسلمين ان يمدوهم بمايحتاجون اليه) (17)" یہ حکم نبویؐ اس جماعت کے لیے ہے جو دشمن کی سرحدوں کے قریب آباد ہے اس لیے اگر وہ کھیتی باڑی میں لگ جائے تو پھر فنونِ شجاعت سے بے نیاز ہو جائے گی اور عدو اس پر غالب آجائیں گے لیکن ایسے لوگوں کے علاوہ زراعت کا کام پسندیدہ ہے "جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ دشمن کے مقابلے میں حسبِ استطاعت تیاری کرو اور ظاہر ہے یہ زراعت کے بنا نامکمل رہتی ہے کیونکہ سرحدی لوگ کاشتکاری میں مشغول نہیں رہ سکتے ہیں پس مسلمانوں پہ واجب ہے کہ ان کی حاجات کیلئے زراعت کے ذریعے ان کی نصرت کریں۔ داؤدی کے اس قول کو ابن حجر عسقلانی نے رقم کیا ہے جس کا حوالہ فٹ نوٹ میں موجود ہے۔ اس حوالے سے امام بخاری بھی روایت لاتے ہیں:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ، إِلَّا الْكَلْبَ الْحَرْثُ أَوِ الـمـاشـيـة)) (18)"

16 شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ (مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن 1355ھ) ج2، ص5

17 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی (م852ھ) فتح الباری (دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور 1981ء) ج، 5، ص4

18 بخاری، الصحیح ، کتاب المزارعۃ، باب اقتناء الکلب للحرث، ج2، ص817، ح2197،

مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج الجامع الصحیح ، (بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی) کتاب المساقاۃ باب الامر بقتل الکلاب وبیان نسخہ وبیان تحریم اقتنا تھاالا الصید اوزرع ج3، ص1202، ح1574

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے کتا رکھا اسکے نیک اعمال کا ثواب روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا البتہ کھیت اور ریوڑ کی حفاظت کے لیے کتا رکھا جاتا ہے (یعنی اس صورت میں ثواب میں کمی نہ ہو گی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر زراعت فی نفسہ قابلِ مذمت شئے ہوتی تو آقا کریمؐ کھیتی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت کیوں مرحمت فرماتے؟

تاریخی مشاہدات:

(الف) اندلس:- جب اندلس والوں نے جہادی قوت کے حصول کے بجائے زرعی و معاشی عیاشیوں میں پڑ گئے تو رفتہ رفتہ دفاعی محاذ پہ کمزور ہو گئے اگر نتیجتاً عیسائی افواج کے سامنے پسپا ہو گئے۔

(ب) عثمانی سلطنت:- دورِ عروج میں انہوں نے جہاد کے عَلم کو بلند رکھا، علمی تسخیرات کرتے رہے تو غالب رہے جب توازن بگڑ گیا تو زوال آیا اور سوا چھ سو سالہ شاندار حکومت ہاتھوں سے گنوا بیٹھے۔

فقہی و فکری تجزیہ:

(الف) زراعت و صنعت فرض کفایہ ہے تاکہ امت کسی کی دستِ نگر نہ ہو۔

(ب) دفاعِ امت اور جہاد کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے اور اسلامی حکومت پر حملے کی صورت میں فرض عین بھی بن جاتا ہے جسے ترک کرنا منع ہے۔

(ج) اگر دنیاوی رغبت اور زراعت فرائضِ دینیہ سے پہلو تہی کرائیں تو یہ مجرمانہ طرز کی غفلت ہو گی۔

(د) عملی سفارشات

(1) اقتصادی و زرعی سرگرمیوں کو غلبہ اسلام اور کفالتِ امہ کا ذریعہ بنایا جائے جس کا مقصد غلبہِ دینِ اسلام ہو۔

(2) گھروں کو علم، عبادت اور روحانی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جائے نہ کہ گھر دنیاوی آلات کا محض گودام بنے رہیں۔

خلاصۃ البحث:

i. اسلام ایسی سرگرمی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جس سے مقاصد شریعت پسِ پردہ چلے جاتے ہوں، اگر زرعی و معاشی سرگرمی دین کے تابع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ii. زرعی آلات کے لیے علیحدہ گودام یا کھیتوں سے ملحقہ کوئی ڈیرہ ہونا چاہیے نہ کہ گھروں میں یہ آلات رکھ کر سکون و آرام میں خلل ڈالا جائے۔

کاشتکاری سب سے پہلا عامل دولت:

کاشتکاری کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسانی تاریخ کیونکہ روئے زمین پہ تشریف لانے والا پہلا فردِ بشر کھیتی باڑی ہی کیا کرتا تھا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: ((أَخْبَرَكَ عَنْ آدَمَ أَنَّهُ كَانَ حَرَّاثًا-)) [19] "میں تمہیں حضرت آدمؑ کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے" چونکہ ابو البشر کاشتکاری کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ زراعت پہلا عاملِ دولت ہے اور یہ فطرت کے ساتھ جڑا ہوا

[19] حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (م405ھ) المستدرک علی الصحیحین ج2، ص652 رقم:4165

ہے، کیونکہ انسان نے دنیا پہ قدم رکھتے ہی سب سے پہلے جو ہاتھ پاؤں مارے وہ میدانِ زراعت میں ہی تھے، اسی طرح مصر، وادی سندھ اور بین النہرین کی قدیم تہذیبیں کھیتی باڑی کے نظام پر قائم ہوئیں۔ ایڈم سمتھ نے

(The Wealth of Nation) میں زراعت کو دولت کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے " _[20]

قرآن کہتا ہے " اَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا، ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا، فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا، وَعِنَبًا وَقَضْبًا ،وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا، وَحَدَائِقَ غُلْبًا، وَفَاكِهَةً وَأَبًّا، مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ"۔[21]

ترجمہ : "بے شک ہم نے پانی برسایا۔ پھر ہم ہی نے زمین کو چیر پھاڑا، پھر ہم نے ہی اناج اگایا اور انگور اور ترکاری، اور زیتون اور کھجور یں، اور گھنے گھنے باغ"

صحت مند افرادی قوت اور مشقت طلب کام

زراعت نہ صرف مضبوط معیشت کی خشتِ اول ہے بلکہ صحت مند افرادی قوت کی ایک عمدہ نرسری بھی ہے۔ زرعی سرگرمیاں چونکہ فطرتاً محنت طلب ہیں اس لیے؟ انسانی جسم کو تسلسل سے جسمانی محنت اور حرکت میں رکھتی ہیں جس کے نتیجے میں معاشرے کو صحت مند افراد اور مضبوط اعصاب کے مالک لوگ میسر آتے ہیں۔ معاشی و طبی ماہرین یہ بات مانتے ہیں کہ جو معاشرے فطرت اور زمین سے منسلک رہتے ہیں ان کی قوت موسمی حدتوں کا مقابلہ کرنے والی ہوتی ہے۔ اسکے برعکس مشینی و مصنوعی ماحول میں پروان چڑھنے والے افراد ذہنی و جسمانی ضعف و اضمحلال کا شکار رہتے ہیں۔ ایڈم سمتھ اس ضمن میں کہتا ہے "زراعت نہ صرف قلیل المدتی معاشی فوائد دیتی بلکہ ایک قوم کو(human Capital)جسمانی و اخلاقی سرمایہ مضبوط کر کے اسے مستقل طور پر محنت، برداشت کرنے والی، توانائی سے بھرپور اور سماجی ذمہ داریوں سے آگاہ افرادی قوت فراہم کرتی ہے"[22]

زراعت و تجارت کا باہم چولی دامن کا ساتھ

زراعت و تجارت ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں، زرعی بنیادوں پر قائم ان کا باہمی انحصاری نظام ناگزیر ہے جس کے بنا تجارتی سرگرمیوں کا تسلسل ناممکن ہے- عرفان حبیب اپنی کتاب The Agrarian System of Mughal India1556, 1767 میں لکھتا ہے" مغلیہ دور میں زرعی پیداوار میں اضافہ وہ بنیادی محرک تھا جس نے نہ صرف دیہی بازاروں (گانوں کے ہاٹ) کو پروان چڑھایا بلکہ صورت اور لاہور جیسے بین الاقوامی تجارتی مراکز کی شکوہ سامانی کو ممکن بنایا"[23]۔ اس وقت کپاس، ریشم اور نیل جیسی تجارتی فصلیں برآمدات کا مرکزی نقطہ تھیں جو زراعت و تجارت کے ربط کو ظاہر کرتی ہیں۔ جدید معاشی لحاظ سے یہ رشتہ تقابلی فائدے کے نظریے کی عملی تفسیر ہے۔ ڈیوڈ ریکارڈو کے اصولوں کے مطابق "علاقوں کا اپنی مخصوص آب و ہوا اور زمین کے لحاظ سے موزوں ترین

---

[20] Smith, Adam. The wealth of nations, Edited by Edwin Cannan New York. Modern Library, 1937 AD

[21] عبس، 80:24-31

[22] Adam Smith, An Inquiry into the nature and causes of the wealth of the nations, first published 1776AD New reference Adam Smith, ed. Edwin Cannan, the wealth of Nations, (London: Methuen & Co. 1904 AD

[23] Habib, 1. (1963) The Agrarian system of Mughal India (1556-1707) Asia Publishing House Habib 19 43 AD,page 73-75

فصلیں پیدا کرنا اور پھر ان فصلوں کی تجارت کرنا، دونوں فریقین کے لیے معاشی بہتری کا ضامن ہے [24] ملک پاکستان کے تناظر میں یہ نظریہ درست نظر آتا ہے مثلاً پاکستان کی صنعتی برآمدات، جو کہ ملکی قیمتی زرمبادلہ کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں ان کا مکمل وجود چناب اور دریائے سندھ کے میادین میں پیدا ہونے والی کپاس پر انحصار کرتا ہے۔ پاکستان بیورو آف سٹیٹسٹکس (PBS) کے 23-2-22 کے اعداد و شمار کے مطابق زرعی شعبے کا جی ڈی پی میں 22.9٪ حصہ ہے۔ جبکہ ٹیکسٹائل مصنوعات کل برآمدات کا 40٪ ہیں [25] یہ اعداد و شمار یہ ثابت کرتے ہیں کہ زراعت میں ہونے والا ایک فیصد اضافہ یا کمی براہ راست تجارتی حجم اور ملکی آمدنی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ عالمی خوراک و زراعت کی تنظیم (FAO) کی ایک رپورٹ (The State of Agricultural Commodity Markets 2020) میں زور دیا گیا ہے کہ عالمی منڈیوں سے جڑے کسانوں کو نہ صرف قیمتیں بلکہ نئی ٹیکنالوجیز اور بہتر بیجوں تک رسائی حاصل ہوتی ہے جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے [26] پاکستان میں کینو کی کاشت اس کی واضح مثال ہے، جس سے سرگودھا کے کسانوں کو فلپائن اور روس جیسے ممالک میں اپنی برآمدات کی بدولت اپنی پیداوار کے لیے منافع بخش منڈیوں تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان میں کپاس کی زراعت ٹیکسٹائل ملوں کو کپاس کی صورت میں خام مال مہیا کرتی ہے پھر کپڑے کی صورت میں برآمد (تجارت) ہوتی ہے اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ زراعت و تجارت کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔

زرعی پیداوار کی تجارت خام مال کی دستیابی:

زرعی پیداوار کی تجارت بنیادی طور پر خام مال کی دستیابی کی جغرافیائی مرکزیت اور اسکے معیار پر انحصار کرتی ہے۔ جو کہ قدرتی وسائل، مقامی مہارتوں اور مخصوص آب و ہوا کا حسین امتزاج ہے۔ یہی دستیابی ہی وہ بنیادی عنصر ہے کہ جو نہ صرف تجارتی حجم اور سمت کا تعین کرتی ہے بلکہ عالمی معشیت میں کسی ملک خطے کے تقابلی فائدے کو بھی شکل دیتی ہے۔ جدید معاشیات میں ریکارڈو کے نظریہِ تقابلی فائدے کو زرعی تجارت پہ لاگو کرنا اس ربط کو سمجھنے کی چابی ہے۔ ریکارڈو کے مطابق ہر ملک کو وہی مصنوعات اور اجناس پیدا کرنی چاہییں جن کی تیاری میں اسے نسبتاً زیادہ مہارت یا کم لاگت خرچ ہو اور باقی چیزیں اسے تجارت کے ذریعے دوسروں سے حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ [27] یہ اصول اس طرح لاگو ہو گا کہ اگر کسی ملک کو مخصوص آب و ہوا، قدرتی وسائل، زمین یا افرادی قوت کی بنا پر زرعی برتری حاصل ہو تو وہ ملک اس خاص شعبے میں اپنی پیداوار دوچند کر کے خوب خام مال برآمد کرے اور صنعتی مصنوعات دوسروں سے منگوا کر مجموعی معاشی فوائد حاصل کرے۔ مثلاً پاکستان کو کپاس، گنے، گندم اور چاول کی پیداوار میں برتری حاصل ہے تو وہ نہ صرف قیمتی

[24] Ricardo, D. (1817) on the Principles of political Economy and Taxation. John Murray Ricardo 1817, Page 133, 134.

[25] Pakistan Bureau of Statistics (PBS) (2023 AD) agriculture statistics of Pakistan 2022-23GOVTof PAK,page15

[26] Food and Agriculture organization(FAO)(2020)the state of Agricultural community market 2020 Agricultural markets and sustainable develop ment globlel value chains, small holders formers and digital innovations form FAO 2020 page 45

[27] David Recordo, On the Principles of political Economy and Taxation (London: Johor Murray 1817,PP,76-83

زرِ مبادلہ حاصل کرے گا بلکہ عالمی تجارتی منڈی میں اپنی تجارتی ساخت کو بھی مستحکم کرلے گا۔[28] خورشید احمد کہتے ہیں "اسلامی معاشی اصول بھی اس نظریے سے ہم نوائی کرتا ہے اس میں (تکامل) اور تعاون کو فروغ دیتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں ہے " وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا- " [29] اور ہم نے بعض کو بعض پر درجے میں فضیلت دی تاکہ وہ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھائیں"۔یوں یہ آیت بھی اسی معاشی نظریے کی تائید کرتی دکھائی دیتی ہے کہ قومیں اور خطے اپنی قدرتی برتریوں کے مطابق پیداوار اگائیں اور باہمی تبادلے کے ذریعے اجتماعی نفع حاصل کریں "[30] زرعی پیداوار نہ صرف خوردنی حاجات پوری کرتی ہے بلکہ وہ صنعتی خام مال کی فراہمی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اسی سے صنعت و تجارت کے پہیے حرکت میں آتے ہیں۔گنے سے شوگر، بیجوں سے خوردنی تیل، کپاس سے ٹیکسٹائل، گندم اور مکئی سے بیکری آئٹم بھی تیار ہوتے ہیں، اسی وجہ سے امام ابو یوسفؒ بیت المال کی پالیسیوں میں زراعتی پیداوار کو صنعتی ترقی کے لیے اصل سرمایہ قرار دیتے ہیں۔[31]

قرآن کریم نے بھی ایک دوسرے کے اموال کو ناحق کھانے سے منع فرمایا:

"اِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُم"[32]

"مگر یہ کہ باہم رضامندی سے تجارت ہو"۔اسی اصول کے تحت زرعی پیداوار کی تجارت ذخیرہ اندوزی، اجارہ داری اور مصنوعی قلت سے پاک ہونی چاہیے نبی پاکؐ نے فرمایا:

((مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ))[33]

"جو ذخیرہ اندوزی کرے وہ گناہ گار ہے "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خام مال کو روکے رکھنا، مصنوعی قلت پیدا کر کے مہنگے داموں مارکیٹ میں لانا اسلامی اصولوں کے منافی ہے کیونکہ ذخیرہ اندوزی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔

اسی ذیل میں ڈاکٹر خورشید احمد لکھتے ہیں:

> " اسلامی نظام معیشت میں اصل سرمایہ وہ ہے جو براہ راست پیداواری صلاحیت رکھتا ہو، اور اس میں زراعت کو درجہِ اولین حاصل ہے کیونکہ یہ صنعت و تجارت دونوں کو خام حال مہیا کرتی ہے "[34]

پاکستان جیسے زرعی ملک میں خام مال کی دستیابی براہ راست زرعی پالیسیوں سے وابستہ ہے۔زرعی پالیسی سازوں کو یہ بھی سوچنا ہو گا کہ وہ کسان کو امدادی قیمت کیا دے رہے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ سال 2025 کی طرح گندم کی تازہ فصل کا سرکاری ریٹ 2200 روپے من لگایا گیا اور پیاز 20 روپے کلو فروخت ہوتا رہا اس سے زمیندار بیچارا تو بِس کہ رہ گیا کیونکہ اس کے بیج کی قیمت تک پوری نہ ہو سکی باقی ہل،

---

[28] Grovt of Pakistan, Pakistan Economic survey Page 72

[29] الزخرف، 32:43

[30] خورشید احمد، اسلامی معیشت کے اصول (کراچی ادارہ ثقافت اسلامیہ 2015ء) ص217

[31] ابو یوسف، قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم (113ھ 182) کتاب الخراج ، تحقیق: محمد حامد الفقی (بیروت دار المعرفہ (1979ء) ص45

[32] النساء، 29:4

[33] مسلم، **الصحیح** ،کتاب المساقاۃ، باب تحریم الاحتکار من الاقوات، ج3، ص1227، ح1605

[34] خورشید احمد، خورشید احمد (ڈاکٹر) اسلامی معیشت کے اصول کراچی ادارہ ثقافت اسلامیہ (2015ء) ص217

بوائی، کٹائی، گوائی کی تو بات ہی الگ ہے۔ ایسے میں کسان ذخیرہ اندوزی کا مرتکب ہو کے گناہ گار نہ ہو گا تو کیا ہو گا۔ بہر حال اکنامک سروے آف پاکستان سال 023 2ء کی مطابق "پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت کا تقریبا70٪ خام مال مقامی کپاس سے حاصل ہوا جس نے ملکی برآمدات میں 60 فیصد حصہ ڈالا جبکہ 2023 میں تقریباً6اعشاریہ 79٪ ملین بیلز کپاس پیدا کی"[35]۔ اسلامی ریاست کو زرعی تجارت اور خام مال کی دستیابی کے لیے اپنی پالیسیاں بنائی ہونگیں جو عدل و مساوات پر مبنی ہوں جہاں احتکار داکتناز کو روکا جائے وہیں کسان کو معقول معاوضہ دینا، دلانا بھی حکومتی پالیسی سازوں کا کام ہے۔ زرعی تحقیق، ترسیل کے نظام بھل صفائی اور نظامِ آب پاشی کو بہتر بنایا جائے۔ یہ تمام اقدامات اسلامی اصول دفع الحرج اور تحقیق المصالح کے عین مطابق ہیں۔

خوراک کی فراہمی اور روزگار کے مواقع

اسلامی نظام معیشت میں زراعت فقط ایک معاشی سرگرمی ہی نہیں بلکہ معاشی خود کفالت اور معاشرتی استحکام کی بنیاد ہے۔ انسان کی بنیادی ضرورت خوراک (رزق) کو قرآنِ مجید ان الفاظ میں اللہ کی نشانی بتاتا ہے:

" فَلْيَنْظُرِ الْإِنسَانَ إِلَىٰ طَعَامِهِ-"[36]یعنی انسان اپنے کھانے (کی پیدائش کے مراحل) پر غور کرے۔ اس آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ حصولِ رزق اور اسکے وسائل (زراعت وغیرہ حیات انسانی کی بقا کے لیے براہ راست الوہی منصوبے کا حصہ ہے۔ کیونکہ آگے کی آٹھ آیات میں خوراک کے کامل نظام کا ذکر کیا گیا۔

" أَنْ صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا، ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا، فَأَنْبَتْنَا مِنْهَا حَبًّا وَعِنَبًا وَقَضْبًا وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا، وَحَدَائِقَ غُلْبًا، وَفَاكِهَةً وَأَبًّا، مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ- " [37]

ترجمہ "بیشک ہم نے خوب زور سے پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو پھاڑ کر چیر ڈالا، پھر ہم نے اس میں اناج اگایا اور انگور اور ترکاری، اور زیتون اور کھجور اور گھنے گھنے باغات اور طرح طرح کے پھل اور میوے اور جانوروں کا چارہ، خود تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لیے سامانِ زیست"۔ ان آیات میں کس خوبصورتی اور جامعیت سے مرحلہ وار خوراک کے نظام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تعلیمات اسلامی میں فرد اور ریاست دونوں پر یہ فرض ہے کہ وہ خوراک کی فراہمی کے وسائل یعنی زمین، آبپاشی، معیاری بیج، محنت اور تجارت کو فعال رکھیں اور فروغ دیتے رہیں حضورؐ نے فرمایا:

((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ-)) [38]

یعنی جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ملکیت ہے۔ یہ کہہ کر زراعت کو فروغ دیا تاکہ ہر ذی روح کو رزق ملے، یہی منشائے ایزدی ہے-خود نبی کریمؐ نے مقامِ جرف میں زراعت فرما کر اسے باقاعدہ اپنی سنت کا درجہ دیا ہے۔ اگر کسان فصل نہ اگائے، محنت نہ کرے، دھوپ میں نہ جلے تو نظامِ حیات کا پہیہ کسی صورت نہیں چل سکتا۔ محض مشینی پرزوں کی خرید و فروخت رقم تو مہیا کر سکتی ہے مگر پیٹ کا

---

[35] Pakistan economic survey2022-23,Govt of Pak, ministry of finance, chapter 8, "Pakistan,s major exports-table 8.2: percentage share",P.138 Accessed via economic survey2022-23.

[36] عبس، 24:80

[37] عبس،80 25-32

[38] ابو داؤد، السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفی-باب فی احیاء الموات، ج3، ص178، ح3073

ایندھن زراعت کا ہی مرہون منت ہے اسی طرح فراہمیِ خوراک کے ساتھ ساتھ زراعت، افراد کو روزگار بھی مہیا کرتی ہے۔ اسلامی فقہاء نے واضح کیا ہے کہ زمین اور مزدور معیشت کے بنیادی عوامل ہیں اوران کی شمولیت زراعت میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ [39]
عملِ زراعت سے آبپاشی، کھاد، بیج، ترسیل، تجارت، زرعی آلات کی تجارت بوائی کے لیے ٹریکٹر، گوائی کے لیے تھریشر، کٹائی کے لیے مزدور، فصل جمع کرنے کے لیے اونٹ اور ٹرالیاں الغرض قدم قدم پہ زراعت کا عمل معاشرے کے بے روزگار افراد کو فوری اور بروقت روزگار بھی مہیا کرتا ہے اور معاشرے کی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ افراد کو چست و توانا بھی رکھتا ہے یوں معاشرے میں صحت مند سرگرمی کو فروغ ملتا ہے۔ قرآن پاک نے روزگار کو انسانی شرف و کرامت قرار دیا ہے۔ فرمایا:

" وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشاً " [40]

ہم نے دن کو تمہارے لیے روزی کمانے کا وقت بنایا" زراعت کے اوقات بھی صبح سے شام تک ہوتے ہیں اور یہ سب سے قدیم، فطرت کے قریب تر اور روزی کمانے کی پائیدار شکل ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ:

"ریاست پہ لازم ہے کہ وہ زمین کو قابلِ کاشت بنائے، پانی کے ذرائع مہیا کرے اور عوام کو روزگار کے ذرائع میں شریک کرے" [41]

اسلامی اصول "تکافل" اور "تحقیق مصالح" بھی اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ زراعت کو مضبوط کر کے نہ صرف غذائی خود کفالت حاصل کی جائے بلکہ سماجی سطح پر بے روزگاری، افلاس اور طبقاتی کشمکش کو ختم کیا جائے۔

زراعت سماجی بہبود کا بروقت اور فوری ذریعہ:

معاشرتی فلاح و بہبود کا سب سے فوری اور بروقت ذریعہ کاشت کاری ہی ہے۔ قرآن اس جانب براہ راست اشارہ کرتا ہے:

" وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا، وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ-"[42]

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم کر رکھا ہے۔ سو تم اس (زمین) کے شانوں (خطوں) میں چلو پھرو اور اس کا رزق کھاؤ"۔ یہ آیت زمین سے براہِ راست استفادے پر زور دیتی ہے جو کے بغیر بھاری سرمایہ کاری اور طویل المدتی تیاری کے بھی ممکن ہے علاوہ ازیں حدیثِ بخاری جو کہ پہلے بھی نقل کی جاچکی ہے جس میں شجر کاری اور کھیتی باڑی کو بغیر ارادے کے بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے، جہاں ایک کام سے فائدہ فقط کام کرنے والے تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کا دائرہِ کار پورے معاشرے تک پھیل جاتا ہے۔

علاوہ ازیں زکوۃ و عشر کے نظام سے جس میں دسواں اور بیسواں حصہ حاجت مندوں کو دینا بھوک مٹانے کا خودکار اور فوری سماجی تحفظ کا نظام ہے جس میں غریب کو انشورنس پالیسیوں کے برعکس کچھ سرمایہ لگائے بغیر فوری مال مل جاتا ہے جس سے اس کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

---

[39] الماوردي، علی بن محمد بن حبیب البصری (م450ھ) الاحکام السلطانیة والولایات دینیہ، تحقیق احمد مبارک البغدادي (دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان 1996ء)، ص233

[40] النباء 11:78

[41] ابو یوسف، کتاب الخراج، تحقیق شاکر زیب فریحات (دار المعارف قاہرہ، 1396ھ) ص62-63

[42] الملک، 15:67

معاشی و عملی دلائل

زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جس میں چھوٹے پیمانے پر بھی فوری روزگار مہیا کرتی ہے ایک باغیچہ یا آدھے ایکڑ کا کھیت بھی ایک چھوٹے گھرانے کا پیٹ پال سکتا ہے، صنعتی شعبے کے برعکس کہ جہاں مشینوں کی تنصیبات اور مہارت کے حصول میں برسوں صرف ہوتے ہیں ۔کاشتکاری دیہی علاقوں میں بے روزگاری کے خلاف فوری ڈھال ہے۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

"زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جس میں سرمائے کے مقابلے میں محنت کا عنصر زیادہ ہوتا ہے، یہ خصوصیت اسے ان ممالک میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا ایک مثالی ذریعہ بناتی ہے جہاں آبادی کا ایک بڑا حصہ نوجوان اور محنت کش کا ہے" (43)

غذائی تحفظ کا مسئلہ

کسی بھی وبا جنگ یا معاشی کساد کی صورت میں سب سے پہلا خطرہ غذائی قلت کا ہوتا ہے۔ غذائی طور پر خود کفیل ہونا ہی پہلی ترجیح ہونی چاہی۔ زراعت اس کا بروقت اور فوری حل ہے۔ اسلامی نظریہ کونسل کی ایک رپورٹ غذائی خود مختاری پر زور دیتی ہے۔ "غذائی تحفظ کسی بھی قوم کی خود مختاری اور استحکام کی بنیاد ہے اسلامی ریاست کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی پالیسیاں تشکیل دے جس سے عوام کی بنیادی غذائی ضروریات کی مقامی طور پر فراہمی یقینی ہو سکے۔"(44)

غربت میں فوری کمی

ورلڈ بینک کی رپورٹ اس بابت کہتی ہے۔

"Agriculture is a vital development tool for achieving the millennium development goal that calls for halving by 2015, the share of people suffering from extreme poverty and hunger. GDP growth originating in agriculture is a least twice as effective in reducing poverty as GDP growth organating outside agriculture."(45)

لیوس کہتا ہے۔"زراعت میں پیداواریت بڑھانے سے نہ صرف دیہی علاقوں میں آمدنی بڑھتی ہے بلکہ شہروں پر دباؤ کم ہوتا ہے جس سے مجموعی معاشی استحکام آتا ہے۔ (46)

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ زراعت فوری اور بروقت غربت کے علاج کا ذریعہ ہے۔ صنعتی زون بننے میں وقت لگتا ہے اس میں کام کرنے کے لیے ہنر سیکھنے میں وقت اور سرمایہ دونوں لگتے ہیں، دوسرا صنعتوں تک پہنچنے کے لیے بسا اوقات دور دراز کے اسفار کرنے پڑتے ہیں جبکہ زراعت عموماً قریب کے کھیتوں کھلیانوں میں فطرت کے قریب رہتے ہوئے بھوک مٹانے کا فوری حل ہے اور قومی بحرانوں میں بھی زراعت میں خود کفیل اقوام ثابت قدم رہتی ہیں کیونکہ ان کا چولہا جلتا رہتا ہے اور بھوک کا وقتی اور فوری علاج ان کے پاس موجود ہوتا ہے۔

---

[43] صدیقی، محمد نجات اللہ (1982م) اسلام کا معاشی نظام (اسلامک پبلیکیشنز لاہور) صفحہ 234

[44] اسلامی نظریہ کونسل پاکستان (2009) اسلامی معاشرے میں زراعت کی اہمیت، تحقیقی جائزہ رپورٹ نمبر 56 اسلام آباد، صفحہ 12

[45] World Bank 2008 ,World development report 2008, Agriculture for development Washington DC the World bank p- 5

[46] Lewis,W Arthur (1954) Economic development with Unlimited supplies of labour. The Manchester School 22(2) 139- 191

قدرتی وسائل کی حفاظت:۔ اسلام کا زرعی نظام محض پیداوار کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ یہ قدرتی وسائل (زمین، مٹی، پانی اور حیاتیاتی تنوع) کے ساتھ تعلق کے باعث ان وسائل کے تحفظ کا ضامن بھی ہے۔

قرآنی بنیاد:- ارشاد باری تعالی ہے:

" هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا" (47)

اس آیت میں (واستعمرکم فیھا) کا لفظ تم سے آباد کاری چاہتا ہے جو کہ تعمیری معنی رکھتا ہے اور تخریب کی بیخ کنی کرتا ہے یعنی رب العزت ہم سے زمین کے وسائل کی نشوونما چاہتا ہے جو قدرتی وسائل کے تحفظ کے بغیر ممکن نہیں۔

اسراف و تبذیر کی ممانعت

قرآن پاک میں ہے:" إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ " (48)

ترجمہ۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اس سے زراعت میں زمینی کٹاؤ، فصلوں کے تنوع کا خاتمہ کرنا، پانی کا بے جا استعمال اور کیمیائی کھادوں کا ایسا بے تحاشا استعمال جو کہ انسانی حیات کے ساتھ ساتھ ماحول دوست حشرات کے لیے بھی خطرہ بن جائیں سختی سے منع ہے نبی کریم نے فرمایا کہ:

"اگر قیامت بھی برپا ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو تو وہ اسے ضرور لگائے" (49)

یہ حدیث ماحول دوستی کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتی ہے کہ ایسے حالات کہ جن میں دنیا ہی ختم ہو رہی ہے اور درخت لگانے کا بظاہر کوئی فائدہ بھی نہیں پھر بھی ماحول کو تحفظ دینے کی سعیِ نبویؐ جاری ہے، کیونکہ درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ لے کر آکسیجن خارج کرتے ہیں جس میں حیاتِ انسانی کی بقا مضمر ہے۔

فقہی و قانونی بنیادیں

" فقہ اسلامی میں پڑوسی کے حقوق کا اتنا لحاظ ہے کہ ایک کسان اپنی زمین پہ ایسی فصل تک نہیں اگا سکتا جس کا پانی یا مٹی پڑوسی کی فصل کہ نقصان پہنچائے"(50)

اسے جدید زمانے میں Allelopathic (ایک پودے کا دوسرے پودے کو نقصان پہنچانا) کہتے ہیں اور یہ کیمیائی آلودگی کے کنٹرول کا بہترین ذریعہ ہے۔

مردہ زمین کو زندہ کرنا

فقہاء کے نزدیک جو بنجر زمین آباد کرے اسی کی ہے کیونکہ اس پر سعید بن زیدؓ کی روایت ہے نبی کریمؐ نے فرمایا:

---

[47] ہود، 61:11

[48] بنی اسرائیل، 27:17

[49] احمد بن حنبل: مسند امام احمد بن حنبل، تحقیق شعیب الارناؤوط (موسستہ الرسالتہ 2001، جلد 20 صفحہ نمبر 158) حدیث نمبر 12491

[50] الماوردی: ابوالحسن الماوردی احکام السلطانیہ (دارالکتب العربیہ 1949) باب فی الاحکام الاراضی: صفحہ 221

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ" [51]"

جس نے کسی مردہ زمین کو آباد کیا وہ زمین اسی کی ہے "اس سے مراد فقط خطہِ زمین حاصل کرنا ہی نہیں اس کی مکمل آبادکاری کو فروغ دینا بھی ہے یہ اصول جدید دور میں بنجر زمینوں کو مزروعہ بنانے کی بنیاد ہے۔ آپؐ کا بلال بن حارث المزنیؓ کو دیا گیا خطہِ زمین حضرت عمرؓ نے اسی دلیل کے تحت واپس لیا تھا کہ تمہیں زمین دینے کا بنیادی مقصد زمین کی آبادکاری تھا۔

آبی وسائل کا تحفظ:

"اسلامی فقہی قوانین کے مطابق دریا کے کنارے صرف اس شرط پہ آبپاشی کی اجازت ہے کہ جس میں پانی کی مقدار اور بہاؤ میں فرق نہ آئے" [52]

یہ اصول جدید گرپ ایریگیشن اور واٹر مینجمنٹ سسٹم کے نفاذ کی ایک مضبوط اور پائیدار قدیمی بنیاد عطا کرتا ہے جو پانی کے ضائع ہونے کو روکتا ہے۔ الغرض اسلام قدرتی وسائل کی حفاظت کا ضامن ہے، اس ضمن میں شجرکاری کو فروغ دینے کی نبویؐ ہدایات، مردہ زمینوں کو آباد کرنا، بنجر زمینوں کو مزروعہ بنانا، جنگلات کا تحفظ، زمین آباد کرنے کی ترغیب دینا یہ سب قدرتی وسائل کو محفوظ بناتے ہیں حالیہ 2025 کی بارشوں سے ناقص منصوبہ بندی کے تحت جو نقصانات ہوئے ہیں ان پر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ کاش ہم نے منصوبہ بندی کی ہوتی تو ایسی ناگفتہ بے صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

عشر اور زکوۃ کا منظم شرعی نظام

اسلام کے زرعی نظام میں زکوۃ الارض عشر کا ایک منظم نظام موجود ہے۔ دوسرے لفظوں میں محتاجوں کا اموال میں شرعی حق رکھا گیا ہے قرآن پاک کہتا ہے۔

"یاایُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَکُم من الارض"[53]

اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہے خرچ کرو" یہ آیت زمین سے واضح طور پر راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم بتاتی ہے نبیؐ پاک نے فرمایا

((فِیمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ، وَفِیمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ)) [54]

جس زمین کو بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے اور جسے محنت سے سیراب کیا جائے اس میں سے نصف عشر ہے۔

یہ اصول زرعی پیداوار پر شرعاً وجوبی قوانین کو واضح کرتا ہے اس کا مقصد معاشرتی طبقاتی تفاوت کم کرنا ہے جیسے اموال میں سے اڑھائی فیصد زکوۃ نکالی جاتی ہے اسی طرح آبی زمین سے 20/1 اور بارانی زمین سے 10/1 حصہ نادار اور مفلوک الحال لوگوں کا نکالا جاتا ہے عشر و زکوۃ کا یہ مربوط نظام نیکی کی حیثیت کو محض اضافی اور اخلاقی نہیں رہنے دیتا بلکہ:

---

[51] نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، السنن الکبری (بیروت لبنان دارالکتب العلمیہ 1411 ہجری) ج،3، ص405، ح،5761

[52] ابویوسف، قاضی ابویوسف، کتاب الخراج، باب فی قسمتہ الارض (دار معرفہ، بیروت، لبنان) ص،54

[53] البقرۃ، 267:2

[54] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، ح،1483

"و فِی أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوم"[55]

کا غریبوں اور محتاجوں کو مژدہِ جاں فزا سناتا ہے کہ دیکھو تمہارے لیے اللہ نے امراء کے اموال میں شرعی حق رکھ دیا ہے جس کا دیا جانا لازمی ہے۔

عشروزکوٰۃ کا معاشی فلسفہ:

(الف) اقتصادی توازن:۔ یہ نظام دولت کے ارتکاز کو روکتا ہے:

" كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُم"[56]

"تاکہ دولت تمہارے امراء میں ہی نہ گردش کرتی پھرے" اسی گردش دولت سے امیر و غریب کے درمیان تفاوت کم ہوتا ہے۔

(ب) فلاحی ریاست کی تشکیل:۔ عشروزکوٰۃ کا یہ نظام بیت المال کو فعال کرتا ہے جس کے ذریعے حکومت سماجی ترقی، زراعت کے فروغ اور آبی وسائل کی فراہمی کے لیے سرمایہ استعمال کر سکتی ہے۔

(ج) سرمایہ کی گردش:۔ اسلام میں دولت کو متحرک رکھنا پڑتا ہے جس سے معاشرے میں معاشی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے۔

(د) اخلاقی وروحانی پہلو:۔ " خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا- "[57]

ان کے مالوں سے صدقہ لے کر انہیں پاک اور پاکیزہ کر دیں۔

(ر) ریاستی وصولی کی اہمیت:۔ امام قرطبی فرماتے ہیں:

"یجب علی الامام ان یبعث السعاۃ اخذ زکاۃ والعشر من ارباب الاموال فان في ذلك احيا على الفريضة و اقامة العدل"[58]

امام (ریاست) پہ لازم ہے کہ وہ عاملین کو زکوٰۃ اور اور عشر وصول کرنے کے لیے بھیجے کیونکہ اس میں فریضے کا احیاء اور قیامِ عدل ہے، جو کہ فی زمانہ زرعی ترقی کے لیے ازبس ضروری ہے تاکہ عشروزکوٰۃ کا اجتماعی نظام ہو، لوگوں کو وسائل مہیا کیے جائیں اور وہ صاحبانِ نصاب بن کر مال دینے والے بنیں۔ ریاست اپنی اولین ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ترغیباً اور بعد ازاں جبراً بھی عشروزکوٰۃ کی وصولیاں کرے۔ اس ضمن میں عدالتی اور قانونی سقم کو دور کر کے وصولیاں کی جائیں اور محتاجوں تک اموال پہنچائے جائیں تاکہ ان کی کفالت ہو سکے، اس حوالے سے ریاستی کوتاہی غریبوں کو جرائم اور خودسوزیوں کی طرف لے جائے گی۔

سنتِ رسول ﷺ اور زرعی ترقی کے اقدامات

---

55 المعارج، 70 : 25

56 الحشر، 59: 7

57 التوبہ، 9:103

58 القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری الجامع الاحکام القرآن تحقیق عبداللہ بن محسن الترکی (بیروت لبنان موسستہ الرسالہ اشاعت 1، 1427 ہجری) ج، 8، ص، 186

نبی کریمؐ نے زراعت کو ترقی دینے کے متعدد اقدامات کیے ہجرتِ مدینہ کے معاًبعد ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی، جہاں تجارت کو فروغ دیا وہیں کاشتکاری کے اصول مقرر فرمائے اور ایسے بیش قیمت اقدامات کیے جن سے زراعت کو عروج ملا۔

مواخات مدینہ زرعی ترقی کی خشتِ اول

نبی کریمؐ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہاں اوس اور خزرج قبائل زراعت پیش تھے جبکہ مہاجرین تجارت پیشہ تھے آپؐ نے 45 مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی یوں جہاں مہاجر و انصار جڑ گئے وہیں تجارت و زراعت کا بھی باہم ربط ہو گیا اور دنیا میں پہلی شام ایسی آئی تھی جب کوئی غریب بھوکا نہیں سویا تھا اور ہر کسی کو ایک جیسی چھت میسر تھی۔ اس سے قبل یہود کی عالمی منڈیوں تک رسائی تھی اور وہ انصار کی پیداوار اونے پونے داموں خرید کر ان کا استحصال کرتے تھے نبی پاکؐ کی مواخات کے بعد یہود کی جگہ مہاجرینِ مکہ نے لے لی اور وہ اپنے وسیع تجارتی تجربے کے ساتھ میدان میں اترے اور انصار سے بھائی چارے کے نتیجے میں اخلاص و ہمدردی کے جذبات کے تحت انصار کی زرعی پیداوار اس قیمت پہ خریدتے جن سے دونوں فریقین کو نفع ہوتا:

"عبدالرحمن بن عوفؓ کو سعد بن ربیعؓ کا بھائی بنایا گیا اور سعد کہنے لگے میرے دو باغ ہیں میں ایک تمہیں دیتا ہوں"[59]

انصار نے کہا کہ یارسولؐ اللہ آپؐ ہمارے درمیان ہماری زمینیں تقسیم فرما دیں نبی پاکؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم زمینوں میں کام کرو اور حاصل میں سے انہیں دو۔"[60]

یہ فرمانِ نبویؐ درحقیقت زرعی شراکت داری کا پہلا رول ماڈل تھا قرآن یہی کہتا ہے:

" وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ- " [61]"

اور وہ اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود اس کے محتاج ہیں "الغرض مواخاتِ مدینہ زرعی ترقی کی وہ پہلی اینٹ تھی جو ریاستِ مدینہ کی پہلی اقتصادی بنیاد بنی، مہاجرین جو پہلے محتاج و بے گھر تھے انہیں گھر مل گئے اور وہ اقتصادی طور پر خود مختار بننے لگے، اور اس سے اجتماعی زرعی تعاون کی مثال سامنے آئی جو کہ جدید (Cooperative farming) اس سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انصار کا یہود کے ہاتھوں تجارتی استحصال بھی ختم ہوا۔

"جب سعد بن ربیع نے ابن عوف کو اپنے دو باغوں میں سے ایک دینے کی بات کی تو جواباً انہوں نے فرمایا کہ مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دو"[62]

یہ خودداری کی کس قدر عمدہ مثال ہے۔

تقسیمِ آب کا عادلانہ نظام

---

[59] ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک الحمیری (م213ھ) **السیرۃ النبویہ**، تحقیق مصطفی السقا و آخرون (دار احیاالتراث العربی، بیروت) جلد 2 صفحہ 509،

[60] بخاری، **صحیح بخاری**، تحقیق مصطفی دیب البغا (دار ابن کثیر بیروت طبع ثالثہ 1407ھ) کتاب المزارع باب الارض اقسم الرض بینناج 3، ص 89، ح 2325

[61] الحشر، 9:59

[62] بخاری، **صحیح بخاری**، (بیروت، دارِ طوق النجاۃ: 1422ھ) کتاب البیوع، باب اذا باع او اشتری لنفسہ، ح 2049، ج 3، ص 135

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

" وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ- "[63]

"اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا" اس سے معلوم ہوا کہ پانی بقائے حیات کا لازمہ ہے۔ حضور پاکؐ نے پانی کی تقسیم پر بھی ایک مکمل نظام دیا جس کا مختصر احوال درج ذیل ہے۔

(الف) پانی کی تقسیم عدلِ اسلامی کی بنیاد پر:

پانی کو مشترکہ حق قرار دیتے ہوئے فرمایا:((النَّاسُ شُرَكَاءٌ فِي ثَلَاثٍ: الْمَاءِ وَالْمِكْيَالِ وَالنَّارِ)) [64]

"افراد تین اشیاء میں برابر کے شریک ہیں پانی چراگاہ اور آگ "اس سے معلوم ہوا کہ پانی اصلاً کسی خاص شخص قوم یا قبیلے کی ملکیت نہیں بلکہ عطیہِ خداوندی ہے اس سے حقِ انتفاع ہر کسی کو حاصل ہے۔ قبل از اسلام لوگ پانی روک لیتے تھے اور دوسروں کو اس سے استفادہ نہیں کرنے دیتے تھے حضورؐ نے اس کی اصلاح فرمائی حدیث پاک میں ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلَىٰ سِلْعَتِهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَى وَهُوَ كَاذِبٌ، بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلًا فَيَقُولُ اللَّهُ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ)) [65]

"ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا کریمؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تین بندوں سے اللہ تعالی بات نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کی جانب نگاہ کریں گے ایک وہ کہ جس نے کسی مال کی جھوٹی قسم کھائی کہ اسے قیمت زیادہ مل رہی تھی دوسرا وہ جس نے کسی دوسرے کا مال ہضم کرنے کے لیے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تیسرا وہ شخص جس نے ضروریات سے زیادہ پانی روکا اس سے رب العزت فرمائیں گے جس طرح تونے پانی روکا تھا میں تجھ سے اپنا فضل روک دوں گا حالانکہ تونے اس پانی کو پیدا نہ کیا تھا"

(ب) تقسیمِ آب کی حدود

حضور پاکؐ نے پانی کی تقسیم کی حدود بھی مقرر فرمائی حضرت زبیر بن العوام اور انصاری کے درمیان پانی پہ جھگڑا ہو گیا:

((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ أَنَّهُ حَرَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَمْرَاءِ يَسْقِي بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اسْقِ يَا زُبَيْرُ"، فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَىٰ جَارِكَ الْأَنْصَارِيِّ إِنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: "اسْقِ، ثُمَّ احْبِسْ حَتَّىٰ يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجِدْرِ وَاسْتَوْعِ لَهُ حَقَّهُ". فَقَالَ زُبَيْرٌ: "وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِي ذَلِكَ". فَلَا وَرَبِّكَ الْأَخْرَفُ قَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ: فَقَدَّرَ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ: "اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّىٰ يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجِدْرِ"، فَكَانَ ذَلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ-)) [66]

---

[63] الانبیاء، 30:21

[64] ابو داؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن ،(دار الفکر بیروت طبع جدیدہ 1412ھ) کتاب البیوع باب فی منع الاحتکار، جلد 3 ،ص 286 ح3477

[65] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری کتاب المساقات جلد ایک ص319

[66] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری صحیح بخاری کتاب المساقات جلد 1، صفحہ 319

ترجمہ :۔ عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے حرہ ندی سے متعلق زبیر سے جھگڑا کیا جس سے وہ کھجور کے درختوں کو سیراب کرتے تھے آپؐ نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کر کے اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دیا کرو اس پر انصاری بولا ہاں وہ آپؐ کے پھوپھی زاد جو ہوئے، یہ سن کر حضورؐ کے رخِ انور کا رنگ متغیر ہو گیا آپؐ نے فرمایا اے زبیر! اپنی زمین سیراب کر کے پانی روک لیا کرو یہاں تک کہ وہ دیوار تک پہنچ جائے زبیر کو آپؐ نے پورا حق دلا دیا، زبیر نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ آیت "کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے جھگڑوں میں آپؐ کو حاکم نہ مان لے "اسی بابت نازل ہوئی ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ انصار اور دوسرے لوگوں نے حضورؐ کے اس فرمان کے جب تک کھیتوں کی دیوار تک نہ پہنچ جائے سیراب کرتے رہو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ٹخنوں تک پانی جانے تک کے لیے یہ حکم ہے"۔ پانی دیوار تک پہنچنے سے مراد ٹخنوں تک پہنچنا ہے اس کی تائید ایک اور ارشادِ نبویؐ سے ہوتی ہے "جب کسی وادی میں پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے تو اوپر والے حصوں کے مالک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ نشیبی علاقے کے لوگوں کی جانب جانے سے روکے"۔[67]

(ج) نبی کریمؐ کے دونوں ارشادات کی تطبیق:

حدیث عروہؓ میں آپؐ نے پہلے فرمایا کہ پانی استعمال کر کے اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو جب انصاری نے رد عمل دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ دیوار تک سیراب کر کے چھوڑ دو پہلا مرحلہ استحباب کا تھا جس میں ایثار و نرمی کی ترغیب تھی جو کہ مزاجِ رحمت اللعالمینؐ کا عین تقاضا تھا، جب انصاری نے جسارت کی تو اس پر مرحلہِ الزام (حتی یبلغ الماء الجدر) کہہ کر عدالتی اور قانونی حد بندی کر دی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کے دور کے جس میں دنیا پانی کی شدید کمی کا شکار ہوتی جا رہی ہے شجر کاری کی طرف رجحان کم ہے ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے بارشیں کم ہو رہی ہیں اور زیر زمین پانی کے وسائل کامیاب ہوتے جا رہے ہیں ایسے میں حضورؐ کے کس ارشادِ مبارک کو ترجیحًا معمول میں رکھا جائے گا، دیوار تک سیراب کرنا یا ضرورت بھر پانی لینے کے بعد باقی دوسرے کو دینا امام نوویؒ کے مطابق:

"الحكم الاول كان من باب المساومة والاحسان والثانی من باب العدل والحق"[68]

یعنی پہلا حکم احسان و مصالحتی تھا جبکہ دوسرا عدالتی و قانونی لہذا قاضی یا ریاست حالات کے مطابق دونوں میں سے جو قرینِ عدل ہو اسے نافذ کرے ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں:

"وان ضاق الماء قدر بالسويته لان الحق في الماء على قدر الحاجة لاعلى التملك"۔[69]

یعنی جب پانی کم ہو جائے تو تقسیم ضرورت کے حساب سے ہو گی نہ کہ محض ملکیت کے لحاظ سے۔

(د) دورِ حاضر میں فقہی ترجیح:

---

67 نووی، یحییٰ بن شرف، **المنہاج فی شرح صحیح مسلم** (بیروت لبنان دار احیاء التراث العربی طبع 2، 1392ھ) کتاب الاقضیہ، جلد 12 صفحہ 85، ح 1399

68 النووی، یحییٰ بن شرف، **المنہاج شرح صحیح مسلم**، تحقیق خلیل مامون شیحا، (بیروت، لبنان دار المعرفہ 1414ھ) ج 12، ص 19

69 ابن عابدین شامی۔ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین (م 1252ھ) **رد المختار علی الدر المختار**، **شرح تنویر الابصار** (طبع دار الفکر بیروت، طبع جدیدہ (1412ھ) باب المزارعۃ والمساقات جلد 5، صفحہ 267

نہری نظام پر شدید دباؤ، بارشوں کی کمی، زیرِ زمین قلت آب اور اجتماعی مفاد کو فردی مفادات پر ترجیح دیتے ہوئے نبی کریمؐ کے پہلے قول یعنی تم سیر اب کرو اور پھر اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دو (حدِ ضرورت تک) ہی عصرِ حاضر میں زیادہ موزوں اور قابلِ ترجیح محسوس ہوتا ہے یہ مقاصدِ شریعت (حفظ النعمۃ و رفع الضرر) کے عین مطابق ہے، اس لیے کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد بھلے عدل و انصاف پر مبنی ہے مگر ایثار و قربانی کی اہمیت بھی مسلمہ ہے اگر قلتِ آب کے اس ماحول میں ہر کوئی ٹخنوں تک اپنی زمین کو سیر اب کرتا پھرے تو آخری زمینی قطعات والوں تک پانی پہنچ ہی نہیں پائے گا، اس لیے جہاں پانی وافر ہو تو دوسرا اصول ٹخنوں تک سیر اب کرو والا منطبق ہونا چاہیے یا جو فصلیں زیادہ پانی لیتی ہیں جیسے چاول، گنا وغیرہ تو ان کے لیے ٹخنوں والا اصول درست رہے گا باقی فصلوں کے لیے محض سیر ابی کافی ہو گی یہ بھی یاد رہے کہ حدیث عروہؓ میں پانی حضرت زبیرؓ کا ذاتی تھا جبکہ حکومتی پانی پہ اصولِ عدل زیادہ سختی سے نافذ ہونا چاہیے تقسیمِ آب کے لیے حضور پاکؐ نے جو اصول مقرر فرمائے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

i. قدرتی ذرائع سے میسر آنے والا پانی (بارش، دریا، قدرتی چشموں) سب کا مشترکہ ہے۔

ii. زائد از ضرورت پانی کی فروخت سختی سے منع کی گئی ہے جیسا کہ ابن عمرؓ کو ان کے وھط کی زمین کے ناظم نے لکھا کہ "اپنے کھیتوں کی سینچائی کے بعد جو فالتو پانی بچ جاتا ہے اس کے آپ کو 30 ہزار دراہم پیش کیے جا رہے ہیں آپؓ نے لکھا کہ پانی فروخت نہ کرنا بلکہ اپنی زمین سیر اب کرنے کے بعد اپنے قریب ترین پڑوسی کو باری دو پھر اس کے بعد والے کو کیونکہ آقا کریمؐ نے زائد از ضرورت پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے"۔[70]

حضورؐ نے چشموں اور کنوں کے لیے باقاعدہ حریم (جانوروں کے کھڑے ہونے کی جگہ) مقرر فرمائی "چشمے کا حریم 500 ہاتھ، ناضح کنویں کا حریم 60 ہاتھ اور عطن کے کنویں کا 40 ہاتھ ہوتا ہے"[71]

(ناضح وہ کنواں ہے جس سے اونٹوں کے ذریعے آب پاشی کی جاتی تھی۔ عطن وہ کنواں جن سے مال مویشیوں کو پانی پلایا جاتا تھا)۔

iii. کھیتوں کے ارد گرد گھاس کے اگنے کو روکنے کے لیے پانی کو روک رکھنا منع فرمایا حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ:

((تم میں سے کسی کو بھی یہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ چارہ اگنے کا سدِباب کرنے کی خاطر پانی روک رکھے))۔[72]

iv. اسلام نے کنواں یا نہر کھودنا صدقہ جاریہ قرار دیا۔ فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: مِنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ أَجْرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ۔))[73]

ترجمہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات اعمال ایسے ہیں جن کا ثواب بندے کو بعد از وصال بھی پہنچتا ہے 1۔ علم سکھانا 2۔ نہر جاری کرنا 3۔ کنواں کھودنا 4۔ درخت لگانا 5۔ مسجد بنانا 6۔ قرآن کا نسخہ چھوڑنا 7۔ نیک اولاد کا دعا کرنا"

---

[70] ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم (م 182ھ) **کتاب الخراج** (طبع بولاق 1302ھ) ص 116

[71] ایضا، ص 117

[72] بخاری، **صحیح بخاری**، کتاب المزارعۃ، باب، لا یمنع فضل الماء لیمنع بہ الکلا، تحقیق محمد زبیر ناصر (دار طوق النجاۃ، بیروت، ح 2355

[73] البزار، ابو بکر عماد بن عمر البزار **مسند البزار** تحقیق محفوظ الرحمن زین اللہ واخرون (مکتبہ العلوم والحکم المدینہ المنورہ طبع 1، 1988ء) ج 13 ص، 483، رقم، 7289

v. پانی کے ضیاع کی ممانعت

حضورؐ نے حضرت سعد کو وضو کرتے دیکھا جو اعتدال سے زائد پانی استعمال فرمارہے تھے فرمایا:

((مَا هَذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ-)) سعدؓ یہ اسراف کیسا ہے انہوں نے عرض کیا آقا! کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے حضور اکرمؐ نے فرمایا ((نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَىٰ نَهْرٍ جَارٍ))[74]

ہاں اگرچہ تم بہتے دریا کے کنارے ہی کیوں نہ ہو یہ اصولِ نبویؐ ماحولیاتی تحفظ اور وسائل کے پائیدار اور متوازن استعمال کی بنیاد ہے جو اسلام وضو جیسے عملِ طہارت جو کہ اصلاً عبادت ہے جب اس میں پانی کے ضیاع کی اجازت نہیں دیتا وہ کھیتی باڑی میں ضیاعِ آب کی اجازت کہاں دیتا ہے۔

vi. ترتیبِ استحقاق کا اصول:

حضرت زبیرؓ والے فیصلے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نشیبی علاقے والے کو پانی تب ملے گا جب اوپر والا سیراب ہو جائے گا۔ الکاسانی نے فقہی قاعدہ لکھا:

"الاعلی یستقی اولا ثـمـہ من بعدہ الاسفل"۔[75]

کی تقسیم میں اوپر والا پہلے پھر نیچے والا سیراب کرے گا۔

vii. سدِ ذرائع اور مصلحت اجتماعی کا اصول

اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کسی کے زیادہ پانی لینے سے دوسروں کی زمینیں خشک ہوتی ہیں تو امام نوویؒ فرماتے ہیں:

" لو كان فی تصرف الانسان ضرار بالعير منع منه وان كان علی وجه الحق لان الضرر يزال"۔[76]

اگر کسی شخص کے تصرف سے کسی کہ نقصان ہوتا ہے تو اسے اس سے روکا جائے گا اگرچہ وہ اپنے ہی حق میں تصرف کر رہا ہو کیونکہ نقصان (ضرر) کو ختم کرنا واجب ہے یہ اصول تقسیمِ آب کے کوٹا سسٹم کی بنیاد بن سکتا ہے۔

زمینوں کی تقسیم اور زرعی اصلاحات

نبی کریمؐ نے جاہلیت کے فرسودہ زرعی نظام کی اصلاح کی اور زمینوں کو قابلِ کاشت بنانے اور زمینوں کی تقسیم پر زور دیا اس ضمن میں پہلا بڑا اصول احیاء الموات تھا۔ وسیع بے بنیاد رقبوں میں زمینیں بنجر پڑی تھیں آپؐ کے پیش نظر ان کی آبادکاری اور حصولِ پیداوار کا عظیم مقصد تھا جس کے لیے آپؐ نے یہ اصول دیا کہ جو بھی شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہی اس کا مالک ہے فرمایا:

(مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ-) [77]

---

[74] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، السنن، تحقیق محمد فواد الباقی باب الاقتصاد فی الماء (ناشر دار الفکر بیروت، ط1395ھ الرقم 7289

[75] الکاسانی، علاء الدین ابو بکر (587 ھ) بدائع والصنائع ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج6، ص189

[76] النووی ابوزکریا یحیی بن شرف بن مری (م477ھ) المجموع شرح الـمـهـذب (دار الفکر، بیروت لبنان ط1، 1417ھ ج14 ص526

[77] ابو داؤد، ابو داؤد سلمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد ، (سن طباعت دار الفکر بیروت ایڈیشن 1420 ھ) کتاب الخراج والامارۃ والضئی، باب احیاء الموات سنِ تحقیق محقق محمد محی الدین عبد الحمید حدیث رقم 3073

"جو کوئی مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اسی کا مالک ہے" سرورِ کائناتؐ نے کس قدر بہترین پیکج دیا۔ اس اصول کے تحت ملکیت طاقت کے حصار سے نکل کر مشقت کی وادی میں چلی جاتی ہے۔

دوسرا اصول: مفتوحہ زمینوں کی تقسیم

غزوات و سرایا میں فتوحات کے بعد زمینوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا

(الف) مجاہدین میں تقسیم:- بخاری میں ہے: (قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ عَلَىٰ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا)) [78]

نبی کریمؐ نے خیبر کو 36 حصوں میں تقسیم فرمایا"

(ب) ریاستی ملکیت :- "خیبر کا آدھا حصہ ریاست کے مصارف کے لیے رکھا گیا"۔ [79]

اس تقسیم میں فوجی خدمات، ریاستی مالیات اور معاشی توازن کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔

تیسرا اصول، اقطاعِ نبویؐ:- عملِ اقطاع میں ریاست کسی فرد کو سرکاری زمین یا اجتماعی ملکیت میں سے کوئی قطعہِ زمین عطیہ کرتی ہے حضورؐ نے غیر آباد یا ریاستی زمین یا ایسی اراضی جو کسی مفتوحہ سرزمین سے حاصل ہوئی ہو اسے باقاعدہ ضابطے کے تحت تقسیم کیا اس ضمن میں بلالؓ بن الحارث المزنی کو عقیق کی وادی کی اراضی عطیہ کی:

(أَقْطَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبِيلَةِ) ([80])

اسی طرح "زبیرؓ بن العوام کو جوارِ مدینہ میں ان کے گھوڑے کی دوڑ نے تک کا قطعہ عطا ہوا"[81] اسی طرح دیگر اصحاب کو بھی زمینیں عطیہ کی گئیں مگر اس میں اہلیت، حاجت، عسکری خدمات، سماجی کردار اور زمین آباد کرنے کی صلاحیتوں کو بنیاد مانا گیا۔

(ج) مخصوص مدت تک آبادکاری کا انتظار:

اگر کوئی اس قطعے کو لے کر بیٹھ جاتا اور آباد نہ کرتا تو ریاست تین سال تک انتظار کرتی بصورت دیگر وہ خطہ اراضی واپس بھی لیا جاتا تھا اس سلسلے میں حضورؐ کی حدیث جس کے راوی سیدنا عمرؓ ہیں: ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِمُهَاجِرٍ حَقٌّ بَعْدَ ثَلَاثِ سِنِينَ-)) (82)

جو کوئی زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ملکیت ہے اور بیکار رکھنے والے کے لیے تین سال کے بعد کوئی (بھی) حق نہیں"

(د) مزارعت و مساقات کے ذریعے اراضی کی تقسیم

مہاجرین کے پاس زمینیں نہ تھیں، مواخات کے نتیجے میں انصار نے اپنی زمینیں مساقات اور مزارعت کے تحت تقسیم کیں، حضورؐ نے اس نظام کو اصلاحات کے بعد منظم فرمایا۔

---

78 بخاری، صحیح بخاری ، تحقیق مصطفٰی دیب البغا (دار ابن کثیر دمشق بیروت طبع 3 ،1407ھ) کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر، ج 4، صفحہ ،152، ح4242

79 بخاری، صحیح بخاری (طبع 3، 1407ھ) کتاب المزارعۃ باب اذا قال رب الارض اقرک ما اقرک اللہ، ج،3، حدیث رقم 2329

80 ابو داؤد سنن ابی داؤد (طبع القاہرہ، 1935ء) کتاب الخراج والامارۃ والفی، باب فی اقطاع الاراضی روایت ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن، ج2 ص192، ح 3061

81 ابو داؤد، سنن ابیٔ داؤد ، کتاب الخراج والامارۃ والفی، ج،4، ص 441 ح، 3061

82 ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم کتاب الخراج صفحہ 77

(فَعَامَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ عَلَىٰ الشِّطْرِ مِنْ ثِمَارِهَا وَزَرْعِهَا)) [83] یہ اسلام کا نبویؐ شراکتی نظام کا ماڈل ہے۔

زرعی پیداوار میں اضافے کے اقدامات

نبی پاکؐ نے زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے جو عملی اقدامات کیے ان میں سے ایک مدینہ پاک سے تین میل دور ایک اہم زرخیز وادی تھی جسے مقامِ جرف کہا جاتا تھا یہاں آنحضرتؐ کی زیرِ ملکیت قطاتِ اراضی تھے جن کے انتظام پر کئی صحابہ کرام معمور تھے اور گاہ بہ گاہ آقا کریمؐ خود اسکی نگرانی فرماتے طبقات میں ہے:

((كَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْضٌ بِالْجَرَفِ، وَكَانَ يَتَوَلَّىٰ عَمَلَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ-)) [84]

رسولؐ اللہ کے پاس ارضِ جرف میں اراضی تھی اور بعض اصحاب اسکی نگرانی کرتے تھے۔

(الف) مقامِ جرف میں نظامِ آبپاشی:

حضورؐ نے جرف میں جہاں پانی وافر تھا وہاں پر بھل صفائی اور پانی کی منظم تقسیم کروائی۔ اس بارے میں بلاذری کہتے ہیں: ((وكان رسول الله قد اجرى بالجرف سواقى وامر باصلاحها)) [85]

اور حضورؐ نے جرف میں نہریں جاری فرمائیں اور ان کی درستگی کا حکم دیا۔

(ب) جرف میں عملِ زراعت سے اہلِ مدینہ کو غذائی اجناس کی دستیابی

ابو عبید رقم طراز ہیں: "وكانت غلال الجرف مما يرفد به المسلمون" [86]

ترجمہ "اور جرف کا غلہ ان وسائل میں شامل تھا جس سے مسلمانوں کے بیت المال یا امیر کی مدد کی جاتی تھی، جس سے غلے کی پیداوار میں اضافہ، فاقہ کشی کے خطرات میں کمی اور مہمانوں اور قافلوں کا غذائی ذخیرہ بڑھایا گیا۔

(ج) مقامِ جرف کا نبویؐ معائنہ:

حضورؐ نے نہ صرف مقامِ جرف پہ اپنے معتمد صحابہ کو نگرانی اور زراعت پہ مامور کیا تھا بلکہ آپؐ خود بنفس نفیس بھی تشریف لے جاتے اور عملاً دیکھ بھال فرماتے جہاں یہ نگرانی عملِ زراعت سے آقا کریمؐ کی گہری وابستگی ظاہر کرتی وہیں ان زمینداروں کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی کہ ہم تاجدارِ کائناتؐ کی نگاہوں میں رہتے ہیں، اس سے ان کی کارکردگی بھی بڑھ جاتی ہے ابن سعدؒ کے مطابق: ((ان النبى خرج الى الجرف فتفقد نخله)) [87]

ترجمہ نبی کریمؐ جرف کی جانب نکلے اور اپنے کھجور کے درختوں (کھیتی) کا معائنہ فرمایا۔ اس سے درج ذیل تجزیاتی نکات اخذ ہوتے ہیں۔

---

83 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** تحقیق بشار عواد معروف (بیروت دار طوق النجاۃ، 1422ھ) کتاب المزارعۃ باب معاملۃ النبی اہل خیبر، ج 5، ح 2329

84 ابنِ سعد، ابو عبداللہ محمد (م 230 ہجری) **طبقات الکبریٰ** (بیروت، دار الکتب العلمیہ 1990 عیسوی) ج 1، ص 499

85 بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر (م 279ھ) **فتوح البلدان** (قاہرہ دار الکتب 1968 عیسوی) ص 16- 17

86 ابو عبید، قاسم بن سلام (م 224ھ) **کتاب الاموال** (بیروت دار الفکر 1981 عیسوی) ص ص (36)

87 ابنِ سعد، **طبقات الکبری** جلد 1، ص 499

☆مقام جرف کا ماڈل جدید مزارعت کے اصولوں پر مبنی تھا اس ماڈل سے مدینہ کی غذائی قلت کو باہر سے پورا کیا گیا اس سے یہ ترغیب ملتی ہے کہ اگر کسی جگہ کی غذائی ضروریات اس جگہ کے مقامی کھیتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں اس شہر یا علاقے سے باہر فارمنگ کر کے غذائی قلت پہ قابو پایا جا سکتا ہے۔

☆یہ ماڈل باقاعدہ ریاستی نگرانی والا عملی ماڈل تھا۔

☆اس نبویؐ ماڈل میں اصحاب پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں عملِ زراعت میں شراکت داری دی جس سے ان کے چولہے جلنے کے ساتھ ساتھ حکومت کو بھی فائدہ حاصل ہوا۔ وہ احباب جو کہتے ہیں کہ اس دور میں اعتماد والے لوگ نہیں ملتے نتیجاً انکی زمین بیٹھ پڑی رہتی ہیں ،انہیں بھی یہ پیغام ہے کہ آخر کسی پر تو بھروسہ کرنا ہو گا ورنہ یہ عملِ خیر معطل ہی رہے گا۔

☆ قابلِ اعتماد اصحاب کے اوپر بھی نگرانی اور وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی ضروری ہوتی ہے، اسی چیک اینڈ بیلنس کے اصول سے ہی پیداوار میں اضافہ ممکن ہوتا ہے۔

☆یہ ماڈل عہد رسالت مآبؐ میں ریاستی پالیسی میں عمل زراعت کی ترجیح کو واضح کرتا ہے۔

عملِ تلقیح کو برقرار رکھنا:

تلقیح کی تعریف لسان العرب میں یوں ہے

"اسم ما يلقيح به شجروالبنات يعنى ما يدخل الى الجزء المؤنث ليتم به الاخصاب / تلقيح" [88]

"تلقیح ایک لغوی اصطلاح جو القاح یعنی وہ شے / مادہ بیان کرتی ہے جو نر کے عضو سے مادی عضو کے پاس منتقل ہو کر نباتات یا درختوں میں بیج / نسل کی پیدائش کا سبب بنتی ہے" اس ضمن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کی روایت ہے کہ: ((مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَوْمٍ عَلَىٰ رُؤُوسِ النَّخْلِ فَقَالَ: لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ، فَخَرَجَ شَيْءٌ فَأَمَرَ بِهِمْ، فَقَالَ: مَا لِنَخْلِكُمْ؟ قَالُوا: قُلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُورِ دُنْيَاكُمْ))۔[89]

ترجمہ "نبی پاکؐ کھجوروں کی تلقیح کرنے والوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید کھجور صحیح ہو جائے صحابہ نے تلقیح چھوڑ دی تو پھل کمزور ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہوا صحابہ نے عرض کیا کہ آپؐ نے ہی منع فرمایا تھا آپؐ نے فرمایا تم دنیا کے زرعی معاملات کو بہتر جانتے ہو" امام نوویؒ نے اس پر بہترین تجزیہ کیا ہے "هذا من امور دنيا التي يعرف صوابها بالتجربه ولا يدخل فيها التشريع" [90]

ترجمہ: یہ دنیاوی زرعی معاملہ ہے جس کی درستگی تجربے سے معلوم ہوتی ہے اور اس میں شرعی مداخلت نہیں"

خلاصۃ البحث:

☆عملِ تلقیح بظاہر نبی کریمؐ کو درست نہ لگا۔

88ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرب ابن منظور **لسان العرب**(طبع دار صادر، بیروت 1955 عیسوی) جلد 2، صفحہ 582

89مسلم، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**(بیروت دار احیاء التراث العربی) کتاب الفضائل، ح، 2361

90نووی، یحییٰ بن شرف النووی، **شرح صحیح مسلم** بیروت دار الفکر 1995 عیسوی) ج 15 ، ص 125

☆آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ترک کرنے کا مشورہ دیا۔
☆تلقیح ترک کرنے سے پیداوار میں کمی واقع ہو گئی۔
☆حضور پاکؐ نے اس زرعی عمل کی مکمل نگرانی فرمائی۔
☆جب پیداوار میں کمی دیکھی تو استفسار فرمایا، اسے نظر انداز نہیں کیا۔
☆جب صحابہ نے حضورؐ کو یہ بات بتائی تو آپؐ نے عملِ تلقیح کو بحال کر دیا۔
☆یہ فرمانا کہ تم دنیاوی امور مجھ سے بہتر جانتے ہو اس میں زرعی ماہرین کی حوصلہ افزائی کی جانب اشارہ ہے۔
☆آپؐ نے زرعی سائنس کی اہمیت کو باقاعدہ تسلیم فرمایا، جس سے یہ حدیث اسلامی زرعی سائنس کی بنیاد بنی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام پہلی قوموں کے پیداوار میں اضافے کے اقدامات کو برقرار رکھتا ہے، ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بشرطیکہ وہ خلافِ شریعت نہ ہوں۔

زرعی تجارت کی اصلاح:

اسلام سے قبل اناج اور کھجور کی تجارت میں دجل، ذخیرہ اندوزی بیعِ فاسد اور مالی بے ضابطگیاں عام تھیں، جن سے کاشتکار اور گاہک دونوں متاثر ہوتے تھے حضورؐ نے ریاستِ مدینہ میں تجارتی انصاف، بازار کی شفافیت اور قیمتوں کی صحیح گردش برقرار رکھنے کے بنیادی اصول وضع فرمائے جن کا اثر براہ راست زرعی پیداوار پر پڑا۔ اس حوالے سے درج ذیل اقدامات کیے گئے۔

(الف) ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

احتکار کے اس قبیح عمل سے بازار میں رسد کی کمی سے طلب میں شدید اضافہ ہو جاتا اور عام صارفین شدید متاثر ہوتے حضورؐ نے اسے سخت جرم قرار دیا اور فرمایا: ((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ-)): [91]

یعنی "ذخیرہ اندوزی فقط خطاکار کا کام ہے" جدید اقتصادیات میں عدمِ احتکار کے قوانین کی بنیاد یہی اصول ہے اس کے عملی نفاذ سے طلب ورسد میں توازن آیا، کسان کو بروقت خریداری ملی اور اجناس کی کمی اور قیمتوں کے اچانک اضافے کو لگام دی گئی۔

(ب) ناپ تول میں عدل:

وزن اور پیمائش میں دھوکہ شروع سے ایک مسئلہ رہا ہے نبی پاکؐ نے بازار کی نگرانی (الحسبہ) قائم کی اور قرآنی اصول:
" أَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ " [92] کو عملاً رائج کیا جس سے ملاوٹ کے ساتھ ساتھ وزن کے جھگڑے بھی ختم ہوئے۔

(ج) بیوعِ باطلہ کا خاتمہ:

---

91 مسلم، الصحیح، کتاب المساقات باب تحریم الاحتکار فی الاقوات ج3، ح1605

92 الانعام 6: 152

نبی کریمؐ نے اس مسئلے کا حل نکالا، لوگ فصل کھڑی ہونے سے قبل ہی محض اندازے پر سودا کر لیتے تھے جسے اکثر کسان دھوکہ کھا جاتا اور اسے اپنی فصل کا پورا پھل نہیں ملتا تھا آنحضورؐ نے مناھذہ، محاقلہ اور ملابسہ جیسی تمام جہل اور غرر والی چیزوں کو ختم کیا۔ ابن ماجہؒ نے حدیث لائی ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَنْ غَشَّ فِي بَيْعٍ وَاشْتَرَىٰ غِشًّا فَلَيْسَ مِنَّا)) [93]

"جس نے خریدتے وقت یا بیچتے وقت دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں" آپؐ جب بازار سے گزرے تو کھجور کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا اور فرمایا:((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا))؛ [94]

ترجمہ "جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں"

(د) تلقی رکبان کی سختی سے ممانعت

تاجر کاشتکاروں سے مدینہ سے باہر سستا خرید لیتے اور خود آکر منڈی میں مہنگے داموں بیچتے اسے تلقی رکبان کہا جاتا تھا نبی پاکؐ نے اس پر سختی سے پابندی لگاتے ہوئے فرمایا:

((لَا تُلْقُوا الرُّكْبَانَ)) [95]

یعنی منڈی سے باہر مال روک کر غیر عادلانہ خریداری مت کرو یہ اسلیے تھا کہ کسان خود منڈی میں جائے، وہاں کے اتار چڑھاؤ دیکھے، خود سودا کر کے تجربہ حاصل کرے، علاوہ ازیں اس عمل سے درمیانی مافیا کی کمر بھی ٹوٹ گئی اور زرعی پیداوار کے نرخ زیادہ مستحکم ہوئے الغرض یہ ایک بڑا نبویؐ معاشی انقلاب تھا۔

(ر) بازار کی عملی نگرانی:

آنحضورؐ نے بازار کو دکانداروں کے رحم و کرم پہ نہیں چھوڑا بلکہ خود ناپ تول دیکھے، تجار کو جھوٹ بولنے سے روکا اور مال چھپا کر بیچنے والوں کو سختی سے منع فرمایا، جس سے قیمتیں متوازن رہیں، کسان اور صارف دونوں محفوظ ہوئے اور زرعی تجارت کے لیے دونوں طبقات کے درمیان اعتماد بحال ہوا جس سے زراعت کو فروغ ملا۔ یہ ایک قیمتی تاریخی ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے۔

نتائج تحقیق

1- تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی نظام معیشت میں زراعت فقط ایک مادی سرگرمی ہی نہیں بلکہ اس کی باقاعدہ ایک دینی، تہذیبی اور اخلاقی اہمیت مسلم ہے۔ زراعت شیوہ پیغمبری ہے جسے نبی کریم علیہ السلام نے خود مقام جرف پر شرف بخشا۔

---

93 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (دار الفکر بیروت) کتاب التجارات باب الغش فی البیع، ص، 321 حدیث رقم 2224

94 الصحیح کتاب الایمان باب قول النبی تحقیق فواد الباقی حدیث 101

95 بخاری، صحیح بخاری کتاب البیوع، باب تلقی الرکبان، ح، 2151

2-زراعت پہلا عامل دولت ہونے کے ساتھ ساتھ خوراک کی بروقت فراہمی اور روزگار کا فوری ذریعہ بھی ہے۔اس کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اگر غیر ارادی طور پر چرندے، پرندے یا حشرات الارض بھی کھیتی سے کچھ کھا پی لیں تو کسان کے حق میں اسے بھی صدقہ گردانا گیا ہے۔

3- آلات زراعت کے بارے میں وہ فرمان نبوی ؐ جس سے بظاہر زرعی عمل کی حوصلہ شکنی ہوتی نظر آتی ہے اس کا بھی اس تحقیق میں تدارک کرتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت ابو امامہؓ کی روایت مطلق زرعی عمل کے خلاف نہیں بلکہ وہ عمل جس میں پڑ کر انسان راہ اعتدال سے سرک جائے اور دینی فرائض خصوصاً جہاد سے غافل ہو جائے ایسے غیر متوازن طرز معاش سے روکا گیا ہے۔

4- عمل زراعت انسان کو مشینی پرزہ بنانے کے بجائے اسے صحت مند اور فطری سرگرمی مہیا کرتا ہے جس سے کسان توانا اور صحت مند رہتا ہے۔

5-اس تحقیق میں زراعت و تجارت کا باہم چولی دامن کا ساتھ بھی واضح کیا گیا ہے کہ کس طرح زرعی پیداوار خوردنی حاجات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ صنعتی خام مال مہیا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بھی ہے جس سے صنعت و تجارت کے پہیے حرکت میں آتے ہیں۔

3- سنت نبوی ؐ سے احیائے موات، بنجر زمینوں کو مزروعہ بنانے، آبی وسائل کے تحفظ حتیٰ کہ قیامت کے زلزلے میں بھی شجر کاری کے فروغ دینے کی ترغیب ملتی ہے۔ اس سے قدرتی وسائل کا درست استعمال اور ان کا تحفظ عمل میں آتا ہے، جس سے صحت مند ماحولیاتی تبدیلیاں جنم لیتی ہیں اور زرعی عمل باقاعدہ ایک معاشرتی اور روحانی فریضہ بن جاتا ہے۔

7- عشر سے بھوک کا فوری حل جبکہ نظام زکوۃ کے لاگو کرنے سے منظم طور پر غربت میں تخفیف کی راہیں کھلتی ہیں، اس سے ارتکاز دولت کے برعکس دولت کی محروم المعیشت طبقات میں گردش ممکن ہوتی ہے۔ یہ نظام بشری وقار اور معاشی خود کفالت کا ضامن ہے۔

8-اسلامی تصور زراعت وسائل کے پائیدار استعمال اور ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے کا ضامن ہے جس میں اسراف و تبذیر اور وسائل کا بے جا استعمال ممنوع ہے۔ یہ جدید پائیدار زراعت کے اصولوں سے مماثلت رکھتا ہے۔ تاریخ اسلام بالخصوص اندلس اور خلافت عثمانیہ میں جب تک یہ توازن برقرار رہا تو یہ ریاستیں مثالی کردار کی حامل رہیں جونہی یہ توازن بگڑا یہی قومیں رو بہ زوال ہو گئیں۔

9-پاکستان جیسے زرعی ملک میں اگر زرعی پالیسیاں اسلام کے معاشی اصولوں، منصفانہ تقسیم وسائل، عدل اجتماعی اور کاشتکاروں کے حقوق کی متابعت میں بنائی جائیں تو ملک غذائی خود کفالت کے ساتھ ساتھ بے روزگاری کے عفریت سے بھی نجات حاصل کر سکتا ہے۔

خلاصہِ نتائج البحث

اس مقالے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ اسلامی اقتصادیات میں کاشتکاری محض مادی ضروریات پوری کرنے کا نام نہیں بلکہ زمین کی آبادکاری کاری سماجی خدمت، اجتماعی عبادت بلکہ ایک شرعی فریضہ قرار پاتی ہے۔ تعلیمات قرآن وسنت کاشتکاری کو فطرت ابن آدم کے قریب ترین معاشی عمل قرار دیتی ہے، جہاں محنت عبادت کے درجے کو پالتی ہے اور پیداوار صدقہ بن جاتی ہے۔

فکرِ اسلامی زرعی عمل کو توازن کے پلڑے میں رکھتی ہے نہ تو اس عملِ زراعت کو چھوڑا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے اعصاب پر سوار کر کے مقصد حیات بنائے جانے کی اجازت ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد غلبہِ دینِ اسلام ہے باقی ہر شئے اس مقصد کے تابع ہے۔ ایک مومن کی مادی ترقی اس کی روحانی بقا میں مضمر رہتی ہے۔ نبوی ؐ زرعی اقدامات اعتدال وتوازن کے ساتھ عدل اجتماعی، مقاصد شریعت اور اخلاقی اقدار کے تابع ایک ایسا رول ماڈل ہیں جو نہ صرف اسلامی زرعی نظام کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ فی زمانہ معاشی بحرانوں ،ماحولیاتی بربادی اور غذائی عدم توازن کا حقیقی وعملی حل بھی پیش کرتے ہیں۔